ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

حاکم وقت کی ذمہ داریاں سیرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روشنی میں

RESPONSIBILITIES OF RULERS IN THE LIGHT OF SEERAH OF SYEDNA ABU BAKAR SIDDIQUE

Dr. Saira Taiba
Research Scholar , Islamic Research Center, Bahauddin Zakariya University Multan.
Dr. Razia Shabana
Associate Professor , Islamic Studies Department, Bahauddin Zakariya University Multan.

Abstract
In this article, we will try to clarify the rights and responsibilities of the rulers in the light of the biography of Sheikh Hazrat Abu BakrSiddiq, The biography of the Righteous Caliphs states that they did what the Holy Qur'an or the biography of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) instructed them to do. Therefore, even in the light of their biography, the rights of the ruling time will be the same as those that have come in the light of the Qur'an and Sunnah. Called The Islamic government is responsible for protecting their lives, property, land and places of worship.

***Keywords**: Hazrat Abu BakrSiddiq,Caliphs,rights*

تعارف:

حضرت ابو بکر کا اسلام سے قبل نام عبد الکعبہ اور اسلام قبول کرنے جے بعد عبد اللہ لقب عتیق اور صدیق ہے, تاریخ میں ابو بکر کے نام سے مشہور ہیں۔ والد کا نام عثمان اور ان کی کنیت ابو قحافہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش عام الفیل کے ڈھائی سال بعد ھئی تھی۔ خاندانی پیشہ تجارت تھا اور مکہ مکرمہ کے معززین میں آپ کا شمار ہوتا تھا آپ کے گھرانے بنو تیم کے حوالے سے آپ کے ذمے اشناق کا منصب تھا یعنی تاوان اور خون بہا کی رقم کا تعین آپ کے والد کے منصب میں شامل تھا اور وہ رقم بھی آپ کے پاس ہی جمع کرائی جاتی تھی۔

اللہ تعالی نے آپ کو بچپن سے ہی صالح صفتوں سے نوازا تھا جس کی وجہ سے اسلام سے قبل نہ شراب نوشی کی اور نہ ہی علط صحبت میں بیٹھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بچپن میں ہی دوستی کا رشتہ قائم تھا جس کی وہ وجہ سے روزانہ کم از کم ایک یا دو مرتبہ ملاقات ہوتی تھی, اسلام سے قبل آپ کا شمار ان پندرہ بیس جوانوں میں شمار ہوتا تھا جو لکھنا اور پڑھنا جانتے تھے۔ آپ علم الانساب کے ماہر تھے۔ قریش کے تمام قبائل کے نسب کے تمام سلسلے آپ کو زبانی یاد تھے اور یہ علم بعد میں اپنی بیٹی اماں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ کو سکھایا

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ 11ھ 12 ربیع الاول کو خلافت کے عہدے پر فائز ہوتے ہیں۔ 22 جمادیٰ الاخریٰ 13ھ اپنے خالق حقیقی سے جا ملتے ہیں۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صرف سوا دو سال ضمام حکومت سنبھالی ہے۔ اس مختصر سے وقت میں انہوں نے کیا کیا کارنامے سرانجام دیئے اور کیا کیا دروس امت بالخصوص امراء و حکماء کو دیئے ہیں انہیں پڑھ کر بندہ ورطہ حیرت میں غرق ہو جاتا ہے۔ انہیں اپنی خلافت کا بیشتر حصہ اندرونی و بیرونی دشمنوں سے نمٹنے میں صرف کرنا پڑا۔ لیکن اس کے باوجود وہ ملکی نظم و نسق سے غافل نہیں رہے۔ فی الحقیقت انہوں نے اپنی قوت ایمانی، تدبر و فراست، عزم و ہمت کی بدولت نوزائدہ خلافت اسلامیہ کو اتنی مستحکم بنیادوں پر قائم کر دیا جس پر ان کے اولو العزم جانشین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ چلے تھے۔ اس وقت ہم سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عرصہ اقتدار اور خلافت کو مختصر الکھتے ہیں۔

مسند خلافت پر فائز ہونے کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جو قوم سے پہلا خطاب ہوا اس کو تاریخ اور سیرت کی کتابوں نے اپنے اندر محفوظ کر رکھا ہے۔ جہاں ان کے ماننے والے عام مسلمان کے لیے یہ خطاب مشعل راہ ہے وہیں مسند اقتدار پر آنے والے کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ اس سے خوب خوب سبق سیکھ لے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا پہلا خطاب یہ تھا:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

أَيُّهَا النَّاسُ: فَإِنِّي قَدْ وُلِّيتُ عَلَيْكُمْ وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ، فَإِنْ أَحْسَنْتُ فَأَعِينُونِي، وَإِنْ أَسَأْتُ فَقَوِّمُونِي، الصِّدْقُ أَمَانَةٌ، وَالْكَذِبُ خِيَانَةٌ، وَالضَّعِيفُ فِيكُمْ قَوِيٌّ عِنْدِي حَتَّى أُرِيحَ عَلَيْهِ حَقَّهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، وَالْقَوِيُّ فِيكُمْ ضَعِيفٌ عِنْدِي حَتَّى آخُذَ الْحَقَّ مِنْهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، لَا يَدَعُ قَوْمٌ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا ضَرَبَهُمُ اللَّهُ بِالذُّلِّ، وَلَا تَشِيعُ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا عَمَّهُمُ اللَّهُ بِالْبَلَاءِ، أَطِيعُونِي مَا أَطَعْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَإِذَا عَصَيْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَلَا طَاعَةَ لِي عَلَيْكُمْ.[i]

"لوگو! مجھے تم پر حکمران بنایا گیا ہے اور میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں اچھا کام کروں تو تم میری مدد کرنا اور اگر غلطی کا ارتکاب کروں تو تم مجھے سیدھا کر دینا۔ آگاہ رہنا کہ تم میں سے کمزور شخص میرے نزدیک طاقتور ہے یہاں تک کہ میں اس کا حق دلا دوں۔ خبر دار! تم میں سے طاقت ور میرے نزدیک کمزور ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول کر لوں۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تم بھی میری اطاعت کرنا جب میں نافرمانی کروں تم پر میری اطاعت لازم نہیں"

اس خطبے سے یہ بات پتہ چلی کہ ایک خلیفہ وقت بھی لوگوں کو اپنی اطاعت کی اسی وقت دعوت دیتا ہے جب وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے۔

خلفاء راشدین کی سیرت یہ بتاتی ہے کہ انہوں نے وہی کام کیے جن کے کرنے کا قرآن کریم نے یا سیرت رسول ﷺ میں رہنمائی ملتی ہے۔ اس لیے ان کی سیرت کی روشنی میں بھی حاکم وقت کے حقوق وہی ہوں گے جو قرآن وسنت کی روشنی میں آگئے ہیں ان کے کچھ واقعات ہم یہاں ذکر کرتے ہیں جن میں سیدنا صدیق اکبرؓ کی مکمل اطاعت کی گئی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ رعایا کے ذمہ حاکم وقت کی اطاعت لازم ہوتی ہے اور سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی سیرت بھی ہمیں قرآن وسنت نبویہ کے مطابق نظر آتی ہے۔

حاکم وقت کے حقوق سیرت ابو بکرؓ کی روشنی میں

1) مانعین زکوٰۃ سے جنگ

رسول اللہ ﷺ کی رحلت کی جب عام خبر پھیلی تو عرب کے اکثر قبیلے مرتد ہو گئے۔ اور ادائیگی زکوٰۃ سے پہلو تہی کرنے لگے تو ابو بکرؓ نے ان سے جنگ کا ارادہ کیا اور حضرت عمرؓ نے آپ کو جنگ کرنے سے روکا جس پر حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا: لوگ معمولی رقم یا بکری کا بچہ جو عہد رسالت میں دیا کرتے تھے اگر ادا نہ کریں گے تو بخدا سا اس کی صولیابی کے لیے میں جنگ کروں گا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ کس بنیاد پر جنگ کریں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں لوگوں کے کلمہ پڑھنے تک میں ان سے جنگ کروں گا۔ اور جس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دیا تو اس کی جان ومال کی حفاظت کی ذمہ داری مجھ پر ہے اور ان کے حقوق ادا کروں گا۔ باقی محاسبہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اس پر ابو بکرؓ نے فرمایا جو کوئی نماز وزکوٰۃ میں فرق کرے گا تو میں اس سے لازماً جنگ کروں گا کیونکہ زکوٰۃ بیت المال کا حق ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ حق پر جنگ کی جائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اب مجھے معلوم ہو گیا بخدا آپ حق پر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جنگ کے لیے آپ کے دل کو آگاہ کر دیا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے ساتھ مہاجرین وانصار کو لے کر مدینہ روانہ ہوئے اور جب سرزمین نجد کی بلندیوں پر پہنچے مرتدین بھاگ کھڑے ہوئے۔[ii]

اس روایت سے جہاں حاکم وقت کی ذمہ داری ثابت ہوتی ہے کہ اسے چاہیے دین میں کمی کرنے والے اور نہ ماننے والوں کو ٹھکانے لگایا جائے وہیں حاکم وقت کے حقوق میں بھی یہ ملتا ہے کہ رعایا اس کی مان کر اپنی جان، مال وقت سب کچھ میدان جنگ میں قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

2) جمع قرآن کریم

وَقَدْ أَعْلَمَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ بِأَنَّهُ مَجْمُوعٌ فِي الصُّحُفِ فِي قَوْلِهِ يَتْلُو صحفا مطهرة الْآيَةَ وَكَانَ الْقُرْآنُ مَكْتُوبًا فِي الصُّحُفِ لَكِنْ كَانَتْ مُفَرَّقَةً فَجَمَعَهَا أَبُو بَكْرٍ فِي مَكَانٍ وَاحِدٍ ثُمَّ كَانَتْ بَعْدَهُ مَحْفُوظَةً إِلَى أَنْ أَمَرَ عُثْمَانُ بِالنَّسْخِ مِنْهَا فَنَسَخَ مِنْهَا عِدَّةَ مَصَاحِفَ وَأَرْسَلَ بِهَا إِلَى الْأَمْصَارِ[iii]

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنے قول "یتلو اصحفا مطھرۃ" میں بیان فرمایا ہے کہ قرآن صحیفوں میں جمع ہے۔ قرآن شریف صحیفوں میں لکھا ہوا لیکن متفرق تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے ایک جگہ جمع کر دیا پھر ان کے بعد محفوظ رہا۔ یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ نے متعدد نسخے نقل کرا کے دوسرے شہروں کو روانہ کر دیئے۔

جنگ یمامہ میں بہت سارے حفاظ کرام شہید ہوگئے۔حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو بکرؓ نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ اس طرح حفاظ کی کمی سے کہیں قرآن کریم اٹھ نہ جائے۔اس لیے مناسب ہے قرآن کریم کو یک جا کر دیا جائے۔میں نے کہا جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا اسے میں کیسے کروں؟ جس کا انہوں نے یہ جواب دیا بخدا یہ کار خیر ہے اور پھر اس کار خیر کی انجام دہی پر وہ مسلسل اصرار کرتے رہے۔یہاں تک کہ منجانب اللہ میرا شرح صدر ہوا اور میں نے ان کی رائے سے اتفاق کر لیا اور اس پوری مدت میں حضرت عمرؓ خاموش بیٹھے۔ابو بکرؓ کی گفتگو سنتے رہے۔اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے زید بن ثابتؓ سے فرمایا: تم عقلمند نوجوان ہو تم پر کسی تہمت کا الزام بھی نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ کے کاتب وحی بھی رہ چکے ہیں اس لیے پوری تلاش کے ساتھ قرآن کریم ایک جا اکٹھا کر دو۔چنانچہ مجھے (زید بن ثابتؓ) کو قرآن کریم کے اکٹھا کرنے کا حکم ایک نہایت امر عظیم معلوم ہوا۔۔۔۔۔۔۔ابو یعلیٰ نے حضرت علیؓ کی زبانی لکھا ہے کہ قرآن کریم کے سلسلہ میں تمام لوگوں سے زیادہ اجر کے مستحق حضرت ابو بکرؓ ہیں کیونکہ سب سے پہلے آپ ہی نے قرآن کریم کو کتابی شکل میں جمع کیا۔[iv]

ان روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک حاکم وقت کی ذمہ داری میں یہ بات شامل ہے کہ وہ دین خصوصا قرآن کریم کی حفاظت کا طریقہ بنائے اسے ضائع ہونے سے محفوظ رکھے اور جو طریقہ بھی اختیار کرے دینی کی حفاظت کا وہ کر سکتا ہے۔وہاں ہی رعایا پر یہ لازم ہے کہ وہ حاکم وقت کی اطاعت کریں جن جن امور میں دین کا فائدہ ہو اور دین کے مطابق اس نے سارے معاملات طے کیے ہوں وہاں پر حاکم وقت کی اطاعت لازم ہے۔جیسا کہ کئی روایات میں یہ بات سامنے آچکی۔

حاکم وقت کی ذمہ داریاں سیرت ابو بکرؓ کی روشنی میں

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زندگی مشعل راہ ہے۔باقی امت کے لیے نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔وہاں ہی ایک حکمران اور حکومتی عہدے پر فائز ہونے والے کے لیے تو کئی طرح کی رہنمائی ملتی ہے جسے ہم پوائنٹس کی صورت میں قلمبند کرتے ہیں۔

1) مجلس شوریٰ:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی یہ خصوصیت بیان فرمائی ہے: أَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ[v] ان کے تمام کام باہمی مشورے سے چلتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت اس آیت کی عملی تصویر تھا۔انہوں نے کوئی باقاعدہ مجلس شوریٰ تو قائم نہ کی تھی لیکن جب کوئی اہم مسئلہ درپیش آتا تو وہ اکابر مہاجرین وانصار کو جمع کرتے اور ان سے مشورہ کرتے تھے۔ابن سعد کا بیان ہے کہ جب کوئی امر پیش آتا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اہل الرائے اور فقہائے صحابہ سے مشورہ لیتے تھے۔

اس کو اگر نام دیا جائے تو شورائی نظام حکومت کا دیا جا سکتا ہے۔یہ ایک سبق ہے حاکم وقت کے لیے کہ اپنی رعایا میں ایسے لوگ رکھے کہ جن سے مشورہ لیا جا سکے اور تب حکومت ٹھیک طرح چل سکے گی۔

2) بادشاہ کے لیے تقویٰ کی اہمیت

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دو عاملوں کو تقویٰ کی وصیت فرمائی:

اتق اللہ فی السّر والعلانیۃ فانہ من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لایحتسب،،،[vi]

ظاہر اور باطن میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے نجات کی صورت نکال دیتے ہیں۔اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتے ہیں جہاں سے اس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔

ومن یتق اللہ یکفر عنہ سیآتہ ویعظم لہ اجرا فان تقویٰ اللہ خیر ما تواصی بہ عباد اللہ[vii]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ دور کر دے گا اور اس کو بڑا اجر دے گا۔ یقیناً خشیت الٰہی وہ بہترین چیز ہے جس کو نیک و کار بندے آپس میں ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہتے ہیں۔

3) حاکم اپنی رعیت کے لیے اتباع کا نمونہ ہوتا ہے

امیر ہر نیک عمل میں سبقت کرنے والا ہو۔ ہر نیک خصلت میں پیشوا ہو۔ مروت کے لیے نقصان دہ چیزوں سے پاک ہو۔ چہ جائے کہ جو چیزیں عدالت کے لیے نقصان دہ ہوں۔ رعیت کی درستگی بڑی حد تک امراء کی درستگی کے ساتھ مربوط ہے۔ اور لوگ عموماً اپنے بادشاہوں اور حاکموں کے دین پر ہوتے ہیں۔ جس کی دلیل قیس بن حازم رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے جس کو امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے:

دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ أَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ،۔۔۔ قَالَتْ: مَا بَقَاؤُنَا عَلَى هَذَا الأَمْرِ الصَّالِحِ الَّذِي جَاءَ اللَّهُ بِهِ بَعْدَ الجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: «بَقَاؤُكُمْ عَلَيْهِ مَا اسْتَقَامَتْ بِكُمْ أَئِمَّتُكُمْ»، قَالَتْ: وَمَا الأَئِمَّةُ؟ قَالَ: «أَمَا كَانَ لِقَوْمِكِ رُءُوسٌ وَأَشْرَافٌ، يَأْمُرُونَهُمْ فَيُطِيعُونَهُمْ؟» قَالَتْ: بَلَى، قَالَ: «فَهُمْ أُولَئِكِ عَلَى النَّاسِ» [viii]

احمس قبیلے کی ایک عورت نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا: جاہلیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس دین اور عادلانہ نظام سے نوازا ہے ہم کب تک اس نظام پر باقی رہیں گے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تک تمہارے سردار اور ائمہ اس دین پر استقامت اختیار کریں گے۔ اس نے پھر پوچھا: ہمارے سردار اور حاکم کون ہیں؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہاری قوم میں ایسے سربراہ اور بڑے لوگ ہیں اور لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں؟ اس عورت نے کہا کیوں نہیں ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا: یہی تو حاکم اور سردار ہیں۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حاکم وقت کو ایسے رہنا چاہیے کہ وہ اپنی رعایا کے لیے نمونہ ہوتا ہے۔ وہ جس حال میں بھی زندگی بسر کرے گا رعایا اسے دیکھ کر ویسی ہی زندگی گزارتے ہیں۔ گویا وہ اپنی رعایا کے لیے مکمل اتباع کا نمونہ ہوتا ہے۔

4) مدینہ طیبہ پر پہرہ داری

فجعل الصديق على أنقاب المدينة حراسا يبيتون بالجيوش حولها، فمن أمراء الحرس علي بن أبي طالب، والزبير بن العوام، وطلحة بن عبد الله، وسعد بن أبي وقاص، وعبد الرحمن بن عوف، وعبد الله بن مسعود [ix]

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ کی گزر گاہوں اور راستوں پر محافظ و نگران مقرر کر دیئے جو مدینہ کے گرد و گرد فوجی دستوں کے ساتھ رات گزارتے تھے۔ ان نگرانی کرنے والوں اور محافظوں میں یہ حضرات شامل تھے۔ حضرت علی، زبیر، علقمہ، سعد بن ابی وقاص، عبد الرحمن بن عوف، ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اسلامی حکومت میں رہنے والے شہریوں کی نگرانی اور ان کی دیکھ بھال حاکم وقت کے ذمہ ہوتی ہے۔ اسی چیز کو جب ہم خلفاء راشدین میں ابو بکر صدیقؓ کی زندگی میں دیکھتے ہیں تو یہ روایت ہماری رہنمائی کرتی نظر آتی ہے کہ کن کن نوجوانوں کو انہوں نے نگران بنا رکھا تھا۔ یہ صرف نگرانی ہی نہ کرتے تھے بلکہ پوری مکمل دیکھ بھال ان کے ذمہ تھی۔ ایسی جماعت تشکیل دینے کی ضرورت ہے جو لوگوں کی اس انداز میں بھی دیکھ بھال کرے۔

5) تعزیرات و حدود

مختلف جرائم کی سزا اور نفاذ حدود میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اگرچہ پولیس اور احتساب کا کوئی مستقل محکمہ قائم نہیں فرمایا البتہ لوگوں کے جان و مال کی حفاظت اور برائیوں کی روک تھام کا ہمیشہ خیال رکھا۔ اس سلسلے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نگرانِ عام مقرر فرمایا اور بعض جرائم کی سزائیں متعین کر دیں تھیں۔

- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں شراب پینے والے پر چالیس کوڑوں کی سزا مقرر فرما دی تھی۔ [x]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

سنگین قسم کے قومی جرائم پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سخت سزا دیتے تھے۔ الفجاءۃ ایاس بن عبد یالیل سلمی نے ارتداد سے توبہ کرنے کے بعد بدعہدی کی اور رہزنی اختیار کرلی۔ اس نے بے گناہ مسلمانوں کو بے دریغ لوٹا اور قتل کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت طریقہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ایاس کو گرفتار کرکے آگ میں جلا دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اسی کے مطابق عمل کیا۔

ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ نواح مدینہ کا ایک شخص علت ابنہ میں مبتلا ہے۔ اہل عرب کے لیے یہ ایک انوکھا فعل قبیح تھا۔ جس کی قرآن وسنت میں کوئی سزا متعین نہ تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جلانے کی رائے دی اور تمام صحابہ کرام نے اس پر اتفاق کر لیا۔[xi]

6) رسوم جاہلیت کا انسداد

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ جاہلیت کے جن عقائد واعمال کو مٹا دیا تھا اگر کبھی وہ صحابہ کرام کے سامنے رونما ہوتے تو وہ نہایت سختی سے ان کی ممانعت کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بھی یہی معمول تھا۔ ایک دفعہ حج کے موقع پر انہیں بتایا گیا کہ قبیلہ احمس کی فلاں عورت کسی سے گفتگو نہیں کرتی۔ انہوں نے اس کی وجہ پوچھی تو لوگوں نے کہا کہ اس نے خاموش حج کا ارادہ کیا ہے۔ یہ سن کر اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: یہ جاہلیت کا طریقہ ہے اسلام میں جائز نہیں تم اس سے باز آؤ اور بات چیت کرو۔[xii]

7) ذمی رعایا کے حقوق

کسی اسلامی ملک میں رہنے والے غیر مسلم اگر اسلامی حکومت کی اطاعت قبول کرلیں اور جزیہ دینے کی حامی بھرلیں وہ ذمی کہلاتے ہیں۔ اسلامی حکومت ان کی جان، مال، زمین اور عبادت گاہوں کی حفاظت کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ فی الحقیقت اسلام کا صاف حکم یہ ہے کہ ان لوگوں کے بنیادی حقوق وہی ہوں گے جو مسلمانوں کے ہوں گے یعنی جان ومال، عزت وآبرو اور نجی زندگی کا تحفظ، عقیدہ کی آزادی، مذہبی دلآزادی سے تحفظ، اور حاجت مندوں، مسکینوں اور معذوروں کے لیے وسائل ریاست سے متمتع ہونے کا حق وغیرہ۔

خیبر فتح ہوا تو حضور اقدس ﷺ نے یہود خیبر سے ایک معاہدہ صلح کیا جس کے آخری الفاظ یہ تھے: "اس معاہدہ کی رو سے ان کے مال، جان، زمین، مذہب، حاضر، غائب، قبیلہ اور گرجوں کی حفاظت کی جائے گی۔ جو ان کے قبضہ میں ہیں۔ کسی پادری، راہب اور کسی کاہن کو اس معاہدہ سے الگ نہیں کیا جائے گا۔[xiii]

8) عسکری نظام

1. فوجی چھاؤنیوں کا معاینہ

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں اگرچہ فوج کا کوئی مستقل نظام نہ تھا۔ اور نہ ہی لوگوں کو تربیت دینے کے لیے وہاں کوئی فوجی مدرسہ یا ادارہ تھا لیکن عرب فطری طور پر ایک جنگجو قوم تھی۔ وہ ہر دور میں شہسواری، شمشیر زنی، تیر اندازی، نیزہ بازی میں مشہور تھے۔ وہ حدِ نظر تک پھیلے ہوئے صحراؤں، میدانوں، اور سنگلاخ گھاٹیوں میں اپنے اپنے قبیلوں کے بوڑھوں سے فوجی تربیت حاصل کرتے تھے۔ یہاں تک کہ قبیلے کا ہر فرد سپاہی بن جاتا تھا۔ ان کی مضطرب فطرت ان کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتی تھی۔ اسلام نے عرب کو زندگی کا ایک نیا تخیل پیش کیا تو نظم وضبط اور راہ حق میں سرفروشی کا ایک نیا احساس پیدا ہوا تو ضرورت پیش آئی کہ جہاد کا اعلان ہوتا تو صحابہ کرام رضاکارانہ طور پر بڑے ذوق وشوق سے پرچم جہاد کے نیچے جمع ہوتے اور باطل کے خلاف اپنی جانوں کی بازی لگا دیتے۔ اس طرح خود بخود ہی ایک رضاکار فوج تیار ہو گئی۔ حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ کے دور میں بھی یہی صورت حال برقرار رہی لیکن انہوں نے مستقل طور پر اس طرز عمل کو اپنایا جو حضور اقدس ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر اختیار فرمایا تھا۔ یعنی اسلامی لشکر کو بہت سے دستوں میں تقسیم کر دیا تھا اور ہر دستے کو الگ الگ پرچم عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ جب وہ مجاہدین کا کوئی لشکر کسی مہم پر روانہ فرماتے تو اس کو مختلف

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

دستوں میں تقسیم کرکے فوجی چھاؤنیوں کا خود معاینہ کرتے۔ مختلف محاذوں پر بھیجنے کے لیے لشکر اپنی نگرانی میں ترتیب دیتے۔ امیر لشکر کا تقرر خود کرتے۔ اور پند و نصائح اور ضروری ہدایات سے نوازتے۔ اہم امور پر تبادلہ خیال کرنے اور مشورہ حاصل کرنے کے لیے تجربہ کار صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کو دربار خلافت میں طلب کرتے۔

ان ابا بکر اذا نزل بہ امر یرید فیہ مشاورتہ اھل الرای واھل الفقہ دعا رجالا من المھاجرین والانصار دعمر و عثمان و علیا و عبد الرحمن بن عوف و معاذ بن جبل وابی بن کعب وزید بن ثابت رضی اللہ عنہم اجمعین کل ھولاء یفتی فی خلافۃ ابی بکر [xiv]

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب کوئی اہم معاملہ پیش آتا جس کے لیے اہل رائے اور اہل دانش کا مشورہ مطلوب ہوتا تو مہاجرین وانصار کے ممتاز مردان ذی وقار کو بلاتے جن میں سے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی ابن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اجمعین نمایاں ہوتے۔ یہ حضرات دور صدیقی میں فتویٰ بھی دیا کرتے تھے۔

9) خیر میں سبقت

اِنْ فَعَلْتَ اِنَّکَ لَسَبَّاقٌ بِالْخَیْرِ 15

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہر خیر میں سبقت کرتے تھے۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بشارت کے قصے میں حضرت فاروقؓ نے فرمایا اگر تو نے یہ کیا تو بے شک تو ہی ہم سب میں زیادہ خیر میں سبقت کرنے والا ہے۔ صحابہ کرام کے درمیان ابو بکرؓ کا سبّاق الی الخیر نام مشہور ہو گیا تھا۔

حاکم وقت کو چاہیے کہ خیر کے کاموں میں دوسروں سے زیادہ بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔

10) چور کی سزا کے بارے میں صدیقی فیصلہ

جو چور ایک دفعہ چوری کرلے تو حکم یہ ہے کہ اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ پھر اگر چوری کرے تو حکم ہے کہ بائیاں پاؤں کاٹا جائے گا۔ لیکن پھر اگر وہ تیسری دفعہ بھی چوری کر لے تو اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟ اس کے بارے میں سیدنا صدیق اکبرؓ نے فیصلہ سنا دیا کہ ایسے چور کا بائیاں ہاتھ بھی کاٹا جائے۔[xvi]

---

[i]Al-Muzaffari Al-Shafi'iyyah: Muhammad Bin Abdullah (Deceased: after 649 AH) Biography of IbnHisham (2/661(
[ii]Al-Suyuti: Jalal al-Din, Abdul RahmanibnAbiBakr, Tarikh al-Khalifa, p80 Translator, Nafis Academy Karachi, 5th edition: May 1983
1379[iii]Al-Asqalani Al-Shafi'i Abu Al-Fadl Ahmad Bin Ali Bin Hajar (Fatah Al-Bari IbnHajar (9/13) Dar Al-Ma'rifat Beirut
[iv]Al-Suyuti: Jalal al-Din, Abdul RahmanibnAbiBakr, Tarikh al-Khalifa, p82 Translator, Nafis Academy Karachi, 5th edition: May 1983
[v]Surah Ash-Shura, The Holy Quran
Kinz al-Amal 16/151 IbnQazi Khan Died: 975 AH Al-Risalah Foundation, printed in 1401 AH[vi] Al-Shaheer in Muttaqi Al-Hindi: Aladdin Ali IbnHussam Al-Din
[vii]IbnAsakr: Abu Al-Qasim Ali Ibn Al-Hassan IbnHiba Allah Al-Ma'ruf (Died: 571 AH) History of Damascus 2/73 Dar Al-Fikr for Printing and Publishing1995
[viii]Al-Bukhari, Imam: Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail, SahihBukhari 4/41 First Edition 1422
[ix]Abu Al-Fida Ismail bin Umar bin Katheer Al-Qurashi Al-Basri then Damascus (Died: 774 AH) Beginning and Ending (6/311(

[x]Abu DawoodSulaiman bin Dawood bin Al-Jarud Al-Tayalisi Al-Basri (Died: 204 AH) Musnad Abu DawoodKitab Al-Hudood
[xi]Righteous Caliphs, HazratMoinuddinNadvi, with reference to persuasion and intimidation

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

[xii]Al-Bukhari, Imam: Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail, SahihBukhari, Chapter of the Days of Ignorance, First Edition1422

[xiii]Judge: Abu Yusuf, Imam: Yaqub bin Ibrahim (d. 182) Book of Al-Kharaj, MaktabRahmaniya Lahore Balula, Al-Basri, (Died: 230 AH) Al-Tabqat Al-Kubra (2/267) Maktab Al-Siddiq Makkah Al-Mukarramah[xiv]Al-Baghdadi known as Bab Sa'd: Abu Abdullah Muhammad ibnSa'dibnMan'i al-Hashimi

[15]Abu Ya'li Ahmad ibn Ali ibn al-Muthanna al-Tamimi, al-Mosali d. 307AH MusnadAbiYa'li Al-Mosali (1/26) Printed: First, 1404 - 1984 Dar Al-Ma'mun for Heritage - Damascus

Muhaddith Dehlavi Shah Waliullah, Qutbuddin Removal of secrecy 3/141[xvi]